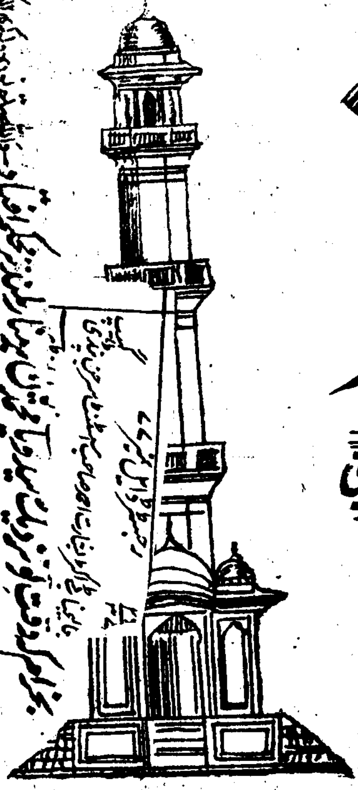
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انا لہ ادی القریۃ

الحکم



چہ گویم با تو کز آں چہار در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

نمبر ۴۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ اشتو اس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے۔ اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا۔ جن احباب نے بر وقت اپنے ذمگی مطالبات کو بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے۔ اور جو ابتک بہی متوجہ نہین ہوئے انہین بیدار کرے۔ مین اپنے کرمفرما ناظرین کی اس مہربانی کا بہی شکر گذار ہون جو وہ الحکم کی بعض کمزوریون اور فرو گذاشتون پر بہی چشم پوشی فرماتے ہین + اور حقیقت مین میری ذمہ داریون اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتہون مین محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا ہی چاہئیے + ورنہ اگر اسکے خلاف معاملہ ہو تو پہر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل مین نہین اور مین جانتا ہون کہ ایسا نہین اگر خدا نخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہ مین بہت رکاوٹین اور ٹہوکر کے پتھر پیش آتے۔ بہرحال اللہ تعالے کی حمد اور ستائش ہے کہ محض اسی کے فضل اور کرم سے۔ ہان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے نوین جلد ختم کی اور اب دسوین جلد بہی اسی کے فضل سے شروع ہوگی۔

سوچا تو یہ گیا تہا کہ دسوین جلد کا آغاز الحکم مین نمایان ترقی کے ساتہہ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت مین جاری کیا جاتا۔ مگر ابہی مین سمجہتا ہون کہ اسکے لئے دوسرا وقت مقدر ہے ہفتہ مین دوبار کی تجویز پر ایک بہی ایسا خط نہین آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو۔ لیکن مین اس تجویز کو مشروط کرتا ہون دو ہزار اشاعت کے ساتہہ اگر ناظرین الحکم کو اسکے ساتہہ واقعی محبت ہے اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار ایک ایک جدید خریدار اگر ہم پہونچادے تو دو ہزار اشاعت یکدم ہوسکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ مین دوبار کیا جاسکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالے ہی کے ہاتہہ مین ہین اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچہہ بہی ہوگا۔

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ سب اچہے ہین۔ موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور رہتا ہے گاہے تقاطر و ترشح بہی ہوتا ہے ۱۹- ڈسمبر کو اچہا چہینٹا پڑگیا۔

۲- ایام کرسمس کیوجہ سے احباب آرہے ہین۔ ۲۴- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ الوصیۃ جو احمدی قبرستان یا بہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہوگیا۔ الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔ انشاء اللہ۔

۳- احمد نور کابلی کے مقدمہ کے متعلق یہہ خبر ہے کہ ۱۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ملزمان کا چالان تحصیلدار صاحب بٹالہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تہے احمد نور کا بیان ہوچکا۔ اثنائے جرح وکیل ملزمان مین معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بہی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بہی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آئے۔ باقی حالات سے پہر اطلاع دیجاوے گی۔

۴- مہمانون کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرلئے گئے ہین جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بہی لگوادیا ہے۔ مدرسہ کے مدرسین اور طلبا اپنے بہائیون کی خدمت مین پورا حصہ لینے کو آمادہ ہین۔ خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکہین اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹہیرین جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے۔

تازہ الہام

۲۳- دسمبر ۱۹۰۵ء

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

ترجمہ

اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر

(کتبہ مجید حسن بجنوری)

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت سے حسن خاتمہ ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اولٰے
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

مولوی صاحب کی علالت کے واقعہ کو مفصل پیش کرنے کی ضرورت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی علالت اور ان کی وفات کے متعلق آج سے پہلے بعض محترم احباب کی طرف سے الحکم اور بدر میں مضامین شائع ہوئے ہیں ان کے بعد میرے لئے قلم اٹھانے کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری کے ابتداء سے لیکر اخیر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں جان دی ۔ ان کی خدمت میں رہنے کا خدا کے فضل سے موقع ملا ۔ اس لئے مجھے بہ حیثیت طبیب کے سیر دن کئی دفعہ دن میں اور ایسا ہی کئی دفعہ رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوتا تھا ۔ مجھے ہزارہا بیماریوں کے علاج کا اتفاق ہوتا ہے ۔ اور میں نے صدہا بیمار اس قسم کی تکلیف میں دیکھے ہیں جیسے کہ مولوی صاحب کو ۷ ماہ دن تک اس عارضہ سے رہی ۔ اور میں اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے اور سخت درد کی تکلیف اور بے آرامی اور بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے ۔ تو ہر ایک قسم کا ریاء اور بناوٹ اور تصنع اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کے منہ سے وہ باتیں اور کلمات نکلتے ہیں ۔ جو عین اس کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتی ہیں ۔ اور وہ ایسے حرکات کرتا ہے ۔ جو اس کے لئے طبعی ہوتے ہیں ۔ بعض لوگ جو کہ بظاہر عابد و زاہد ہوتے ہیں ۔ بیماری کی حالت میں (معاذ اللہ) خدا کو گالیاں نکالتے ہیں یا اپنی بیماری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ) ایک قسم کا ظلم یا تعدی سمجھتے ہیں یا بعض اس کے فضل اور رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں مگر تا اخیر دم تک ثابت قدم رہتے ہیں اور جن کے زخم کی ہر ایک ٹیس سے ۔ اور بیماری کے درد سے ۔ بیدی کی بیقراری سے اور بیماری کی بے آرامی سے ان کی دلی شجاعت اور قوت ایمانی میں کوئی خلل نہیں آتا ۔ اور اس حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں ۔ اور وہ اپنی بیماری علالت کو بھی خدا تعالیٰ کیطرف موجب رحمت اور فیضان الٰہی سمجھتے ہیں ۔ ایسے آدمیوں کے وجود میں ایک طرف درد اور شدت بیماری کا زور ہوتا ہے ۔ اور دوسری طرف اس محسن حقیقی کا حمد اور شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل اور زبان سے جاری ہوتا ہے ۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کئے ہوتے ہیں ۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی خدا کی نذر کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں ۔ اور اس زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے خدا کی راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا ۔ بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملتے ہیں ۔ یہی زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپ ہونی چاہیئے ۔ اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے ۔ کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانبرداری اختیار کرلے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے ۔ غرضیکہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا ثبات دکھلاوے کہ ایسی مہلک اور سخت بیماری میں اس کے ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہ ہو بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو اپنے لئے ایک معراج سمجھے ۔ تو اس کے کمال ایمان بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھکر اور کوئی دلیل نہیں مگر اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں دیا جس کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اس سے بہرحال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ جس مذہب کے زیر اثر کوئی انسان اس روحانی کمال کو حاصل کرلے ۔ وہ مذہب واقعی خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیئے ۔ اور جس ہادی کے زیر اثر اس نے یہ تربیت حاصل کی ہو ۔ وہ ہادی بھی ضرور ہے کہ منجانب اللہ ہو ۔

اب ہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب مرحوم ان چار قسم کے مریضوں میں سے کس قسم کے ثابت ہوئے ۔ اور چونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مرید و ن سے تھے ۔ اس سے ہم قطع نظر اور دلائل کے خود حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور انکی برکات اور ان کے سچے ہادی اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے روحانی جانشین ہونے اور اسلام کے منجانب اللہ مذہب ہونے کی ایک ایسی دلیل حاصل کر سکتے ہیں ۔ جو کہ بالکل بیّن اور روشن اور عملی دلیل ہے ۔

دوسرا محرک ۔ اس مضمون کے لکھنے کا میرے لئے یہ ہے ۔ کہ بیمار کے ساتھ سچی محبت اور ارادت اس کے لواحقین اور متعلقین اور دوستوں کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بیماری اور مصیبت سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اس سے سچے اور جھوٹے رفیق اور دوست کی رفاقت میں تمیز ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور رسل کے رستے میں بہت سخت مصائب اور شدائد ہوتے ہیں ۔ کیونکہ اول تو مصائب اور شدائد سے خود ان انبیاء اور رسل کی ثابت قدمی اور استقلال اور تبتل الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ ان کے متبعین کے اخلاص کی بھی پڑتال ہو جاتی ہے جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مصائب سے حصّہ لینے میں ہوتا ہے یا اس نبی اور رسول کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے ۔ جس کا متبع ہونے کا وہ دم بھرتے ہیں ۔ نیز اس خدا کے ساتھ بھی ان کی جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت ملتا ہے ۔ جس کے لئے وہ اس ہادی کی اتباع اختیار کرتے ہیں ۔ تیسرے یہ کہ ایک طرف تو رسول اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیتا ہے ۔ تاکہ وہ ایسے پاک اور مطہر بن جائیں ۔ اور قوت قدسی ان کے اندر اس طرح سے سرایت کر جائے کہ ان کا اندر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نور سے بھر جائے اور وہ نور علیٰ نور ہو جائیں تاکہ ان انبیاء اور مرسلین کی جدائی اور وفات کے بعد بھی خلقت کی ہدایت اور رہبری کیلئے ان کے اندر کا نور اور خوشبو ۔ اور لوگوں کو منور کرلے اور ان کی جان کو لذت الٰہی سے مطہر کرنے کے لئے کافی ہو ۔ اگر اس قسم کے مصائب اور تکالیف قوم پر نہ آئیں ۔ ان کے اندر دنیا کی طلب اور دنیا کی خواہش سے پاک صاف نہ ہو جائیں اور ان کے اندر خدا کی رضاء اور اس کی محبت سرایت نہ کرلے ۔ تو وہ نہ خود خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اس تک پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں ۔ دوسری طرف یہی نہیں ۔ کہ صرف قوم ہی کے لئے اخلاق فاضلہ کا سبق ہے اور انبیاء اور رسل نے خود اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا بلکہ یہ ہے کہ ان کا اخلاق اور محبت اور سلوک اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ باقی ساری قوم میں اسکی نظیر نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ بلکہ ہر ایک رشتہ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ان کی راہ میں اپنی جان دیدینا اپنے لئے ایک راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

غرضیکہ اسلام نے ہم کو یہی نمونہ سچے مومنین اور خدا کی جانب کے لوگوں کا بتایا ہے کہ ان کے سینوں سے ایک دوسرے کا حسد اور بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے اور وہ رفاقت اور ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے ایسے غمخوار اور مونس اور سچے رفیق ہوتے ہیں جیسے بھائی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین اور سچے رسول کو کہا کہ وہ مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہو ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کامل متبعین کے رنگ میں تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدائی حضور سے اخوانا علی سرر متقابلین کا خطاب لیا اور اس کامل رسول نے بالمومنین رؤف الرحیم کا اعلےٰ لقب حضرت احدیت سے پایا خدا نے اسلام کو زندہ مذہب بنایا ہے یہ درست نہیں اسکی برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ۔ خدا تعالیٰ جیسے کہ پہلے خالق تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے سمیع تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے الہام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اور جیسے کہ پہلے اپنی طرف جد وجہد کرنے والوں ایسی قوموں کو کہ جنہوں نے مرنے سے پہلے خدا کے رستہ میں ایک موت اختیار کی اور حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا اپنے قرب کے مدارج دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور جیسے کہ پہلے صدیق ۔ شہید ۔ محدث اور نبی اور رسول کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اسکی ذات میں بخل نہیں ہے ۔ اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی دعا سکھائی ہے ۔ اور ہم کو ہر نماز میں بلکہ ہر ایک نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ ہمارے لئے فرض کیا ہے کہ ہم یہ دعا ضرور مانگا کریں ۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس اہم اور ضروری دعا کی خود ہی تفسیر فرمائی ہے ۔ مثلاً انعمت علیھم گروہ کے متعلق فرمایا ہے ۔ انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ...... الخ اور مغضوب اور ضالین کی نسبت تفصیل کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ منکم نصارٰی ومنکم یہود۔ یعنی تم میں سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے اور ہوں گے نصاریٰ کے رنگ میں۔ نیز ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائیں گے مگر ہوں گے یہود کے رنگ میں۔ اور اسبات پر سب علماء اُمت کا اجماع ہے۔ اور سب اسبات کو مانتے ہیں مگر بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اس امت میں کو نہ آئے گا۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس امت میں محدّث اور رسول کوئی نہ ہوگا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے۔ کہ امت "خیر امت" ہو۔ اور یہود اور عیسائی تو اس میں سے ہوں لیکن مسیح جو اونکا مصلح ہے باہر سے آوے۔ نیز یہ کہ پہلی اُمتیں جن کی میعاد تھوڑی تھوڑی ہوتی تھی ان میں تو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد محدّثین اور ملہم اور متبوع رسول آتے رہتے تھے۔ بلکہ بعض عورتوں کو بھی الہام ہوتا تھا۔ مگر اس اُمت میں نہ آویں یہ خدا پر افترا ہے۔ اور خدا کی ناقدری کی بات ہے اور معاذ اللہ خدا کو بخیل بنانا ہے۔ کہ پہلی اُمتوں کی تو وہ اپنے مقرب اور الہام یافتہ لوگوں کے ساتھ تائید کرتا تھا۔ اور اس اُمت کی نہیں کرتا۔ جس کا دامن قیامت تک ہے۔ اور جس کی رسالت پہلی اُمتوں کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت میں صحابہ کے رنگ میں بھی رنگین ہوں۔ اور بعض رسول کے رنگ میں بھی رنگین ہوں۔ یعنی دونوں قسم کے کمالات ان میں پائے جائیں۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ممبر تھے جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو سورۂ جمعہ میں ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے وقت میں اس کے متبع صحابہ کے رنگ میں رنگین ہوں گے اور وہ دین کے پھیلانے میں اپنے سینوں میں ایسی ہی تڑپ رکھیں گے۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ میں جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہ۔ نیز حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی و مسیح موعود ہیں۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب سے اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کے چودھویں صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودھویں صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہیں۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات میں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بھی خدا کی طرف سے مسیح رکھا گیا۔ اب مولوی صاحب کی علالت، کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان کے ساتھ جو سلوک اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی۔ وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہیں۔ جو عزت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری میں مولوی صاحب کے ساتھ ظہور میں آئی کہ جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے مخلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے۔ اور اگر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا نمونہ دکھایا ہو۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا تو پھر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ جو عین مصیبت اور اور تکلیف کے وقت ظہور میں آیا۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چھوڑ جاتے ہیں۔ اور وہی استقلال دکھاتے ہیں۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ سعدی

دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و در ماندگی

اسلام دنیا میں اخوت لیکر آیا ہے۔ اور جس جماعت اسلام میں کامل طور پر اخوت پائی جائے۔ وہی سچے مسلمان ہیں۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکھنے کے لئے میرے لئے یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تھے۔ یوں مومنین سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتھ خاکسار سے محبت کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ مجھے اس لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ اس بات کو تخمیناً بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ جب کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا دیکھا۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور میں ان کے ساتھ ساتھ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جا رہا ہوں۔ اس اثنا میں ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ تم دونو بھائی ہو۔ چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا یا بغلگیر ہوئے (مجھے اچھی طرح سے یاد نہیں) چنانچہ صبح کو میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم تم دونو کو بھائی بناتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب نبھایا۔ اس لئے بحیثیت بھائی کے میرا بھی یہ فرض ہے کہ میں ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کروں۔ کیونکہ اپنی زندگی پر تو وہ بہت سے لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوئے اس لئے ممکن ہے۔ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے اسوہ حسنہ کو دیکھکر کوئی سعید حق کو پالے اور سچائی کی اتباع کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو۔ آمین۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اس مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجھ کو بھی اعلائے کلمۂ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت میں اپنی جان دوں۔ آمین۔

چوتھا محرک۔ اس مضمون کے لکھنے کا یہ ہوا کہ مرحوم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خواہاں ہیں۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ میں کچھ لکھوں۔

(باقی آئندہ)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

ناظرین الحکم آگاہ ہیں کہ کپورتھلہ میں احمدیوں کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپورتھلہ میں مقدمہ چلا آتا تھا۔ وہ مقدمہ آخر لالہ ہرکشنداس صاحب بی۔اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتھ فیصلہ لکھا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مخالف مسلمان اور اس فیصلہ کو پڑھیں۔ ایک ہندو جج تو اس نتیجہ پر آجاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں کافر نہیں۔ مگر ہمارے علماء اور سجادہ نشین صبر ہی نہیں کر سکتے جب تک اپنے ایک کمزور بھائی کو کافر نہ کہہ لیں۔ میرا یہ تعجب اور بھی بڑھ جایا کرتا ہے جب میں مساجد کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہوں کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیدیتے ہیں کہ یہ نمازیں پڑھتے ہیں اور اسی قبلہ کیطرف پڑھتے ہیں جدہر وہ پڑھتے ہیں دوسری طرف انہیں کافر بھی کہے جاتے ہیں۔

بہر حال مجھے اسوقت اس لمبی بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ میں بھی خدا تعالےٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح پر سیالکوٹ کی مساجد کے متعلق مقدمات میں احمدیوں کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کپورتھلہ میں بھی تائید حق کا کھلا کھلا ثبوت نظر آیا۔ خدا تعالےٰ کی اس تائید و نصرت کو دیکھکر بے اختیار اسکے حضور سر جھک جاتا ہے اور دل مسرت سے بھر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے لاریب وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے میں بڑی ہی ناسپاسی کرونگا اگر احمدی قوم کی طرف سے لالہ ہرکشنداس صاحب کا شکریہ ادا نکروں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ لالہ صاحب نے جو کچھ کیا ہے محض اپنے فرض منصبی کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اس وجہ سے کہ انہوں نے باوصفیکہ مدعاعلیہم میں بڑے بڑے بارسوخ اور ریاست کے بعض عہدہ دار تھے اپنے کانشنس کا خون نہیں کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ کسی اثر سے متاثر نہ ہوکر دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ راج کپورتھلہ کو ایسے قابل اور عادل عدالتی کے وجود پر میں مبارکباد دیتا ہوں اور رعایائے کپورتھلہ کی احمدی جماعت کو خصوصاً موقع ملا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلقات پہلے سے بس زیادہ مستحکم کرے۔ اور اسکی حمد اور شکر گذاری میں رطب اللسان رہے۔

اب میں بلا کسی مزید تمہید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر مقدمہ	تاریخ رجوعہ	تاریخ فیصلہ
	۴ کاتک ۶۰ء	۲۵ چیت ۶۱
		۲۶ ہاڑ ۶۱
		۱۲ مگھر ۶۲

نقل پرت حکم آخر بمقدمہ دیوانی راج کپورتھلہ
باجلاس لالہ ہرکشنداس صاحب نائب عدالتی بہادر بی۔اے

حبیب الرحمان خلف شیخ ابوالقاسم مالک و متولی مسجد واقع کپورتھلہ مدعی

بنام

عبداللہ ناظر محکمہ نظامت۔ حکیم صادق علی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال۔ مولوی محمود علی پر رندھیر کالج محمد رمضان منشی ذخیرہ محمد خلیل نقشہ نویس میونسپل عزیز ولد فریدا۔ محلہ شیر گڑھ محمد خان ولد پیارے باجہ نواز۔ تابا تیلی نابینا و صابر خان مدرس رندھیر کالج عبدالخالق کورٹ حوالدار و امام الدین سپاہی و جان محمد حوالدار و شیر احوالدار میجر لال محمد نائک وکالے خان نائک وغیرہ ملازمان پلٹن دویم و علی محمد سپاہی توپ خانہ مدعاعلیہم۔

تجویز عدالت

مدعی یہ دعویٰ اسطرح سے دائر کرتا ہے کہ [illegible]

تحریر بحث کا متولی و مالک ہے۔ مدعی نے مسجد مین امام و موذن مقرر کئے ہوئے ہین مدعاعلیہم نے خلاف مرضی مدعی مسجد مین ناجائز حرکات کرنی شروع کی ہوئی ہین جو مدعی مالک کے حقوق کے بمنافی ہین۔ وہ ناجائز حرکات یہ ہین کہ مدعی علیہم نے ایک جداگانہ امام اور موذن اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جسکے مقرر کرنے کا مسجد مدعی مین مدعاعلیہم کو کوئی حق نہین ہے۔ موذن مسجد مقرر کردہ مجہہ مدعی متولی مسجد جب [illegible] اذان دے چکتا ہے تو اوسی [illegible] بعد اوسیوقت مدعاعلیہم اپنے موذن سے مسجد مین اذان دلواتے ہین اور جب امام مجہہ مقرر کردہ مدعی جماعت کیواسطے مسجد مین کہڑا ہوتا ہے تو ساتھ ہی مدعاعلیہم کی علیحدہ جماعت نماز پڑہنے کے واسطے کہڑی ہوتی ہے بعد نماز جمعہ اسکو پڑہانے سے مدعاعلیہم روکتے تہے۔ اور چاہتے ہین کہ مدعی کا مقرر کردہ امام جور وز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جاوے۔

ان افعال کے کرنے کا مدعاعلیہم کو کوئی حق نہین مدعاعلیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہین اسلئے نالش ہے کہ مدعاعلیہم کو اذان دلوانے سے اور اسطرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جمعہ کی امامت سے روکا جاوے۔

مدعاعلیہم نے تحریری جواب دعوی پیش کیا۔ مدعاعلیہم کو دعوی مدعی سے صاف انکار ہے کہتے ہین کہ مدعاعلیہم نے کبھی نہ مسجد مین کوئی فساد یا جہگڑا کیا نہ کبھی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے۔ مدعی متولی مسجد نہین ہے۔ مدعی کو حقوق ملکیت حاصل نہین ہے۔ حاجی محمد ولی اللہ صاحب مرحوم نے مسجد کو فرقہ اہل سنت جماعت کے واسطے وقف کیا تہا۔ مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا ہے اور وہ مسجد کا امام ہر دو نے مذہب اہل سنت جماعت چہوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہو گئے ہین جنکا طریقہ اہل سنت جماعت کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہین کہ مسجد فرقہ مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جاوے۔ اور حاجی صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی اہل سنت جماعت کو وہان نماز پڑہنے نہ دی جاوے۔ اور کہ متعلق مسجد قانوناً ہر ایک اہل سنت جماعت کو انتظام جائداد کا یکسان اختیار ہے۔ اسلئے مدعی دعا کرنے کا مجاز نہین ہے۔

امور تنقیح طلب یہ ہوئے۔

(۱) مسجد متنازعہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی۔

(۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا بوقت تعمیر مسجد کیا اعتقاد تہا۔ آیا وہ مرزا صاحب قادیان والے کے مرید تھے یا کہ اہل سنت جماعت مین ہی تہے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد انہون نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا۔ یا کہ وفات تک اون کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر مسجد کے تہا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑہنے کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین۔

(۴) اگر حاجی صاحب نے بعد وقف کر دینے مسجد کے اپنا اعتقاد بدل لیا تو کیا وہ مسجد سے اوس فرقہ کو جسکے واسطے پہلے وقف ہوئی محروم کر کے جدید فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد دے نہین سکتے تہے۔ ثبوت بذمہ مدعاعلیہم۔

(۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر ہے تو مدعی کو اس فرقہ کے سوائے جسکی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال و مسجد مین مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہین۔ ثبوت بذمہ مدعی۔

ہر ایک امر کی بابت علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہی نتیجہ ہے کہ مسجد متنازعہ [illegible] ہو چکی ہوئی ہے اور یہ امر مسلمہ قانون ہے کہ وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت نہین [illegible]

نسبت امر دویم شہادت پیش کردہ فریقین [illegible] وقت تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی مسجد اہل سنت جماعت تہے مدعی نے اس امر کے ثبوت مین کہ حاجی صاحب نے مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تہا یعنی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے تہے ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب اسمی مرزا صاحب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۵ء پیش کیا۔ اور اس خط کی جس جس عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اوس اوس پر پنسل سرخ کے نشانات دے گئے ہین اور عبارت کو عدالت نے بغور تمام مدعی کے مختار سے سنا اور پڑہا اوس سے عدالت کو یہ نتیجہ نکالنے مین حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب قادیان کے مرید ہو گئے تہے بالکل تامل ہے عدالت اوس سے صرف اسقدر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ وقت تحریر کرنے اوس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب کو نہایت نیک پارسا۔ اور دین اسلام مین عالم متبحر کرتے تہے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب مرحوم کا مرزا صاحب کا مرید ہونا ثابت نہین کرا سکا۔ اسلئے عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد تبدیل نہین کیا تہا۔ اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد اہل سنت جماعت ہی رکہا تہا۔

نسبت امر سویم۔ شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریباً چالیس سال کا گذرتا ہے یا کہ اس سے دو تین سال کم ہون گے۔ یہ امر ظاہر ہے اور فریقین میں کسی کو اسمین انکار نہین ہے کہ اوسوقت مرزا صاحب کا کوئی دعوی ظہور مین نہین آیا تہا۔ اور نہ کوئی کتاب اونکی اسوقت شائع ہوئی تہی۔ مرزا صاحب کے مریدان اسوقت وجود ہی موجود نہ تہا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد اہل سنت جماعت کی نماز پڑہنے کیواسطے وقف ہوئی تہی۔ اور یہی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔

نسبت امر چہارم۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہین کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی وفات تک اپنا اعتقاد بدلا نہین تہا۔

نسبت امر پنجم۔ بموجب شرع محمدی بانی و واقف مسجد خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت ہو جاوے۔ تو اسکی اولاد متولی ہو سکتی ہے۔ مقدمہ حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بہتیجا حقیقی ہے اور حاجی صاحب نے جو اپنی اخیر وصیت مورخہ ۲ اربساکہ ۱۹۴۲ بکرمی حوالہ مجبر [illegible] ایف سی صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو کی اوسکی نقل مشمولہ مثل کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اسمین نسبت جائداد غیر منقولہ عبارت ذیل مین درج ہے۔ ۔۔۔ گیانو معانی

مسجد کیور تہلہ واسطے مصارف مسجد کے بہیب الرجان (مدعی حال) حسب عمل در آمد حال عمل کر اگا اسمین

در دہلی نہ جاوے [illegible] سے تیار ہوئی ہین۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد متنازعہ کا انتظام مدعی کے سپرد کیا۔ گو لفظ متولی استعمال نہین کیا گیا مگر [illegible] کہ متولی مسجد قرار دیئے جانے کی نسبت بخوبی [illegible] اور کہ عبد الغنی مدعاعلیہ کے بیان مورخہ [illegible] مین بہی درج ہے کہ مدعی نظامت مدعی کو مسجد کی حالت درست کرنے کیواسطے مہلت [illegible] چکی ہے اس سے بہی ظاہر ہے کہ حکام بالا دست کی طرف سے بہی مدعی ہی منتظم مسجد تسلیم کیا گیا ہے۔ اور کثیر التعداد شہادت پیش کردہ مدعی سے بہی ثابت ہے کہ مسجد کے شکست ریخت۔ ڈول۔ موٹہ۔ صف۔ امام وغیرہ کا انتظام برابر اسوقت تک مدعی ہی کرتا رہا ہے۔ ایسی صورت مین مدعی کا متولی مسجد متنازعہ ہونا بلا شبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب فیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء مقدمہ اپیل نفضل کریم وغیرہ اپیلانٹ بنام حاجی مولا بخش وغیرہ اسپاڈنٹ مسجد مین کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت کرنے کے حقوق حاصل ہین۔ مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ مرید مرزا صاحب قادیان کا ہے اور مدعاعلیہم کہتے ہین کہ مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین جنکے واسطے مسجد کا وقف ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہین یعنی فتوی کفر کا اونپر دیا جا سکتا ہے۔ شرح محمدی مولفہ مسٹر امیر علی صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ خدا کو ایک جاننے اور پیغمبر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونون کو یا دونون مین سے ایک کو تسلیم نکرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف مین نہین آسکتے کیونکہ وہ بلا شبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہین۔ قرآن پر انکا پورا ایمان ہے۔ ایسی صورت مدعاعلیہم کی محض سینہ زوری ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو اہل سنت جماعت سے خارج تصور کرتے ہین۔ عدالت مدعاعلیہم کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعاعلیہم نہ ہون تو محض ایسی اختلافات سے جو فروعات مین ہون جیسے کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان کہتے ہین کہ عیسی مسیح فوت ہو چکا ہے اور اہل سنت جماعت والے کہتے ہین کہ عیسی مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ مرزا صاحب کے مریدان اہل سنت جماعت سے خارج نہین ہو سکتے ہین۔ اس سے ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ ہذا ایک ہی فرقہ اہل سنت جماعت کے متعلق ہین۔ مدعی ہرگز دین اسلام سے باہر نہین ہوا۔ بدین وجہ مدعی اپنے حقوق متولی ہونے کو ہرگز زائل نہین کیا۔ مدعی مین کوئی ایسا نقص نہین ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ مسجد متنازعہ کے متولی ہونے سے علیحدہ کیا جا سکے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین اہل سنت جماعت ہین اب دیکہنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعاعلیہم کو نماز پڑہنے سے روک سکتا ہے شہادت پیش کردہ مدعی ہی سے بخوبی ثابت ہے کہ مدعی کسی مسلمان کو نماز پڑہنے سے روک نہین سکتا ہے۔ حسب روئداد بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے۔ کہ مدعی متولی مسجد ہے اوسکو امام اور موذن کے مقرر کرنیکا ہر طرح سے اختیار ہے۔ مدعاعلیہم فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جس طرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑھ سکتے ہین۔ مگر علیحدہ امام و موذن مقرر نہین کر سکتے اور نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے کہڑے کر سکتے ہین۔ لہذا

حکم سنایا گیا

ڈگری استقراریہ بحق مدعی نسبت جملہ مدعاعلیہم بلا خرچہ اس امر کی دیجاوے کہ مدعاعلیہم امام و موذن مقرر کردہ مدعی متولی مسجد کے سوائے کسی دیگر موذن سے اس مسجد مین اذان نہین دلا سکینگے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعت کے بالمقابل جماعت کہڑی کر سکین گے۔ مدعاعلیہم کو اختیار ہے کہ فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جسطرح سے چاہین مسجد متنازعہ مین پڑھ سکتے ہین مدعی اونکو نماز پڑہنے سے روکنے کا مجاز نہین ہوگا۔ فرداً فرداً کے واسطے لازمی نہین ہے کہ امام کے پیچہے ہی ضرور نماز پڑہین۔ مثل داخل دفتر ہو

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کرنارپور سے جو احباب سوار ہوئے تھے وہ چہاونی جالندہر تک ساتہہ گئے۔ رنگہ کی جماعت سٹیشن پہگواڑہ پر اتر گئی۔

لودہانہ سٹیشن ہر چند کوئی اطلاع کسی جگہ بہی دی نہیں گئی تہی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تہی لیکن لدہیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تہی آج بہی سٹیشن پر موجود تہی۔ نصف رات گذر چکی تہی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظاری کے بہی بدستور چشم براہ تہے میں تو اس نظارہ کو دیکہکر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جذب اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور میں ہو۔ جو انسان اپنے آرام و آسائش کی پرواہ تک نکرے سٹیشن پر انہیں کونسا موقع استفاضہ کا مل سکتا تہا؟ چند منٹ ٹرین کو یہاں ٹہرنا تہا۔ جس میں ازدہام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بہی نوبت نہیں آسکتی تہی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچہہ ایسی ملکی تیز تہی کہ ان بالون کو ملحوظ رکہتے ہوئے بہی کشاں کشاں یہہ لوگ نصف اللیل کے بعد سردی مین ٹہرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تہے؟

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مگر اسوقت ان طبیعتوں اور دلوں پر کیا اثر ہوا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ مین سرشار اپنی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ اتنا ہی سمجھتے تہے ؎

دل بیمار کا سنبہلنا کیا
دیکہہ لو پیار کی نگاہوں سے

مگر

انکی تو وہ حالت ہوئی ع

دو چار ہاتہہ جب کہ لب بام رہ گیا

گاڑی سٹیشن مین داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتہہ ساتہہ شوق اور جوش سے بہرے ہوئے دل کے ساتہہ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور لپکے جس مین خدا کا **برگزیدہ مسیح** لیٹا ہوا تہا جونہی لوگ گاڑی کے قریب پہونچے قریب تہا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتہہ اپنے عزیز خدام سے ملتے لیکن میرے محترم اور مکرم بہائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنے لودہانوی احباب کو مخاطب کرکے فرمایا

"کہ حضرت نے مجہے فرمایا ہے کہ مجہے نہ جگانا اسلئے مین آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دین۔"

اس بات سے ہمارے لودہانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہوا اور انکی امیدوں اور آرزؤں کا کسقدر خون ہوا۔؟ یہہ سوال محض فضول ہے۔ مجہے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص **نکتہ معرفت** ہے اور اسوقت بہی میں جبکہ اس مضمون کو لکہہ رہا ہوں اسکو یاد کرتے مزے لے رہا ہوں اور وہ ہے

اطاعت رسول

اللہ! اللہ!! کیا پاک اسوہ ہے۔ یہہ وہ لفظ ہی جسکو اللہ تعالے نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔

من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ

یہہ وہ اطاعت ہے جو انسان اللہ تعالے کا محبوب بنا دیتی ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یہی وہ اطاعت کا جوش تہا جسنے **ڈاکٹر میرزا** کو ایسے وقت پر جبکہ معزز اور محترم بہائی پرشوق دل کے ساتہہ اپنے محبوب و مولا کو دیکہنے آئے ہین اور انہیں سب سے پہلا حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ **کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے** مین ڈاکٹر صاحب کو بیدرد نہیں سمجہتا بلکہ میری رائے مین وہ ایک قوی الحوصلہ نوجوان ہے جس مین شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہین مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشوں اور ناراضیوں کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہوں۔

پہر مین لودہانہ کی اس جماعت کی **اطاعت** پر اور بہی رشک کرتا ہوں انہوں نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ **سنا** ہے اس مین احتمال ہوسکتا تہا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہہ حکم نہ ہو۔ وہ کہہ سکتے تہے کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ **ناراضی** کا مادہ ہی آپ کی فطرت مین نہیں مگر لودہانہ والوں نے بہی **اطاعت رسول** کا اسوقت پورا نمونہ دکہایا۔ اور خاموش

حسرت کے ساتہہ

اپنے **محبوب** و آقا کی گاڑی کو دیکہتے تہے۔ یہہ نظارہ حقیقت مین قابل دید تہا چندہی منٹ مین ہم ان کو اسی حالت مین چہوڑکر آگے جلدئے۔ آگے انبالہ شہر یا چہاونی تک ہمین توقع نہ تہی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بہی زیادہ گذر گئی تہی۔

آہستہ آہستہ نیند نے آنکہوں مین خمار اور حواس مین تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور مین کچہہ عرصہ کے لئے اس عالم سے محض بے خبر ہوگیا پہر کچہ ہی بتا ئین کہ اس عالم بے خبری کی کیا شناوری۔ انبالہ پہونچکر آنکہہ کہلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہین سٹیشن پر اپنے معزز بہائی چودہری رستم علی صاحب کو تلاش کرنے لگین مگر جسقدر مین متجسس نگاہوں سے دیکہتا اسیقدر مجہے مایوسی ہوتی۔ مگر اس مایوسی کے ساتہہ کبہی یہ اطمینان ہوتا کہ انہیں چہاونی کے سٹیشن پر پائین گے اور کبہی یہہ وہم گذرتا کہ جس حال مین انہیں اطلاع ہی نہیں پہر ان کی موجودگی کیوں توقع کی جاوے غرض انبالہ اور چہاونی انبالہ پر ہم اپنے کسی بہائی کو نہ دیکہہ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بہائی نہیں ملا۔

انبالہ سے پرے سٹیشنوں کی حالت سٹیشنوں کی عام حالت پر ریمارک کرنا مین ضروری اور اپنا فرض سمجہتا ہوں مجہے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافروں کی عام ضروریات اور انکی آسایش کا لحاظ نہیں رکہا جاتا۔ یہانتک کہ بعض سٹیشنوں پر پانی تک بہی نہیں ملتا۔ اور کہانے کے لئے تو کچہہ میسر نہیں آتا ایک سٹیشن پر کہانے کے لئے کچہہ طلب کیا گیا تو بہینس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض

ان سٹیشنوں پر سوائے چہاونی تک بجز سہارنپور کے انتظام ہر طرح ناقص اور قابل شکایت ہے۔ چہاونی میرٹہہ کو مولوی عبدالرحیم صاحب نے بٹالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تہا اور امید کی جاتی تہی کہ خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب اور جماعت میرٹہہ وہان ملے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہونچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہونچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی ۳ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہان بہی عجیب حالت ہوئی۔ بٹالہ سے روانہ ہوتے وقت ڈاکٹر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تہا مگر وہ یہ خیال کرکے کہ غالباً حضرت اقدس نہیں آئین گے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد و میر ناصر نواب صاحب قبلہ روانہ ہوچکے تہے۔ انکو تار نہیں مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بہی سٹیشن پر نہ آسکی۔ لیکن ۳ بجے کے بعد تار گہومتا پہرتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو بہاگے۔ ہوئے آئے اور راستہ مین **باغ** مین ہمین آکر ملے۔ تقصہ مختصر کوئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہونچے۔ اب **دہلی** کے حالات ناظرین کو پہر سنائین گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(باقی دارد)

حیات صافی

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکہنے کے لئے مین تیاری بہم پہونچا رہا ہوں اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چہپا نہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجہے اسکی نقل صحیح بہجوا دین۔ اور یا آپ کی لائف کے واقعات مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بہی لکہہ بہیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق۔ چہپا ہو تو ایسا اخبار بہی مجہے بہیجدیا جاوے یا اس کی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ مین اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالے نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکام کو شروع کرونگا۔

(ایڈیٹر الحکم)

خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ وی پی ارسال کیا گیا تہا۔ افسوس ہے۔ کہ جس قدر وی پی واپس آئے ہین۔ اس قدر وصول نہیں ہوئے۔ حالانکہ روانگی وی پی کی اطلاع پہلے اخبار مین ہی دیگئی تہی جن خریداران نے وی پی واپس کئے ہین۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دین گے کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو۔ تو مطبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام وی پی کرکے قیمت وصول کرے۔ اس لئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب بکسی وجہ سے وی پی مطبع کا وصول کرتے سے رہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ دفتر مین اطلاع دین۔ **کہ کونسا پرچہ وی پی کیا جاوے۔**

دیگر۔ خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت مین نمبر خریداری جو سرخ کی چٹ پر چہپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کرین۔ بصورت ندینے نمبر تعمیل کرنے مین بڑی دقت ہوتی ہے۔

محرر دفتر الحکم

ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجام دہر مے کُل من علیہا فان

مین مندرجہ ذیل اعلان اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اجازت سے شایع کرتا ہون امید کیجاتی ہے کہ احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کریگی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو الگ رکھکر بھی اسپر یقین کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض بدقسمت اور بیباک لوگون نے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شکوک ظاہر کئے مگر **موت** کو انہون نے ضروری سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے تو اسی **موت** کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر زبردست دلیل پاتے!

موت کا ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے جو اس کو **بہترین واعظ** بنا دیتا ہے + اور **موت** کا خیال اور اسکو مدنظر رکہنا انسان کی حالت مین ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ وہ آخر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر گرتا اور یارب یارب کہکر چلا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت مین یہ ایک ضروری امر تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موت ایسے واعظ کو مدنظر رکہنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر کی بنیاد رکہتے جو **شہر خاموشان** کہلاتا ہے اور جسے **قبرستان** بھی کہتے ہین۔ حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک **بہشتی مقبرہ** کی آپ کو بشارت دی یہہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہوگیا چنانچہ الحکم کے پڑہنے والے جانتے ہین کہ ۱۸- نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی تہی جو ۲۴- نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم مین صفحہ ۹ پر شایع ہوچکی ہے اور وہ یہہ ہے

"صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا **مولوی عبدالکریم** صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مینے دیکہا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جو اس مین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔"

اب معلوم ہوا کہ اس رؤیا کے اندر ایک عجیب پیشگوئی موجود تہی تعین تو مولوی **عبدالکریم** صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرنے مین یہہ سر تہا کہ سب سے اول جو شخص اس **بہشتی مقبرہ** مین دفن ہوگا وہ مولوی عبدالکریم ہوگا دوم ایسا ایک قبرستان ضرور ہوگا اور اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہوگا۔

نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ پہر اس کی کوئی تحریک یا تجویز نہین ہوی انصاف اور خداترسی کو مدنظر رکہکر دیکہا جاوے تو کیا یہہ انسانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہوسکتا ہے؟ کون شخص ہے جو اپنی زندگی کا ٹہیکہ لے۔ پہر تین سال پیشتر ایک بات کا با علام الٰہی شایع کرنا اور پہر اپنی ہی زندگی مین اسکا پورا ہوتے ہوئے دیکہ لینا۔ یہہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نہین تو پہر اسکی نظیر پیش کرو۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پھر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان مین پہلا دفن ہونے والا وہی **مسلمانون کا لیڈر** ہوگا جسکا نام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہے + مولویصاحب مرحوم سے پہلے قادیان مین رہنے والے کئی احمدیون کا انتقال ہوا۔ مگر مشیت ایزدی نے **احمدیون کے قبرستان** کیلئے جو ذفت مقدر کیا تہا وہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہوا چنانچہ ۸- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا لیکن ابھی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی شروع نہ ہوئی تہی کہ ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر **قبرستان** کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک قطعہ زمین حضور نے اس **غرض کیلئے مختص کر** دیا اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس مین دفن کرنے کا حکم دیا ڈسمبر کی تعطیلات کرسمس مین **مولویصاحب مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان مین** دفن کرینگے۔

عجیب بات یہہ ہے کہ ۸ نومبر کی رؤیا مین اللہ تعالےٰ نے اس قبرستان کا نام **بہشتی مقبرہ** رکہا اور ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مخصوص کرنے جارہے تہے فرمایا رات مجھے اسکے متعلق الہام ہوا ہے۔

اُنزل فیہا کل رحمۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الٰہی کے نزول کا محل ہوگا + غرض خداتعالےٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا تہا وہ **پورا ہوا**۔

اب جس غرض کے لئے یہہ اعلان لکہا جاتا ہے اسکا بیان کرنا ضروری ہے +

قبرستان کو الگ کرنے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک کہلی بات ہے کہ جب انسان قبرستان مین جاتا ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر اسقدر زیادہ قوی اور دیرپا ہوتا ہے جسقدر عمائد قبر کے حالات سے واقفیت ہو خصوصاً جب ایک جماعت متقی۔ خداترس اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکہکر اسپر ایمان لانیوالے لوگون کی ہو۔ تو انکی روحانیت اور بہی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پس اسوقت جو خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو مخصوص کیا ہے اور اسکو **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا مصداق ٹہرایا ہے تو کچھ شک نہین کہ جیسے زندگی مین اس جماعت کو یکجائی نظر سے دیکہنا دل پر ایک اثر پیدا کرتا ہے بعد مُردن انہین ایک ہی خاک مین سوئے ہوئے دیکہنا جہان انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتون پر وعظ کریگا وہان وہ اللہ تعالےٰ کے حی وقیوم اور اسکے مرسلین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتھ **وحدت** اور **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین** کا ایک مؤثر نظارہ ہوگا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنا ہو دینی اسکا نام بہی رکہے اور اسے اپنی رحمت کے نزول کا محل قرار دے +

صلحاء اتقیا یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہہ آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت مین دفن ہون۔ تذکرۃ الاولیاء مین ایسے بہت سے واقعات ملین گے حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہون نے اپنی ہڈیون کو بھی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتہون پہونچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بھی یہ آرزو اور خواہش پائی جاتی تہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجاورت مین جگہ پانے پر فرمایا **ما بقی لی ھم بعد ذالک** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار مین جگہ پالینے کے بعد اب مجھ کوئی ہم غم نہین رہا۔

اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور بالکل باغ سے ملی ہوئی ہے جہان حضرت مسیح موعود عموماً آتے ہین اور اسی باغ مین ایک چھوٹی سی مسجد بھی خاص دعاؤن کے لئے آپ نے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہان آیا کرینگے تو سامنے اپنے خدام کو خاک مین سوئے ہوئے دیکہکر خواہ نخواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔

اسی طرح دیکہا گیا ہے کہ جہان جہان باقی باللہ لوگ آرام کر رہے ہین وہان وہان دور دراز سے آ آکر لوگ دفن ہوئے ہین۔

غرض

یہہ خیال کرکے کہ اجتماعی حالت سے زیارت کرنیوالون پر ایک قوی اثر ہو۔ اور اس زمین مین سونے والون کی خاک کی ڈہیریان بعد مُردن بھی دوسرون کے لئے اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہون۔ اور علاوہ برین یہہ **مجموعی حالت** اس **زمانہ** کی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **خیر القرون** ہے) **یادگار** ہو اس **قبرستان** کو بنایا گیا ہے۔ تا جو شخص اپنی جماعت مین سے اپنی قضا و قدر سے فوت ہوجاوے وہ یہان دفن کیا جاوے۔ اور جو لوگ اکابر ہون انکی قبرون پر ایسے کتبے لگا دئے جاوین جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکین۔ اسطرح پر یہہ قبرستان ایک **قومی تاریخ** ہوگی۔

حضرت اقدس نے یہہ بھی پسند فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہین انمین سے اگر کوئی شخص اس قبرستان مین دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ **وصیت** کرسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق مین بند کرکے یہان پہونچا دیا جاوے اسکو جگہ دیجاوے گی۔ اور آجکل جبکہ **والنفوس زوجت** کا زمانہ ہے اور ہر طرح سے سفر کی سہولتین پیدا ہوگئی ہین یہ امر کچھ مشکل نہین۔

اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی جس مین ایک بڑا حصہ جو وہان حضرت حجۃ اللہ کی ملکیت تہا آپ نے دیدیا ہے لیکن اسکے اردگرد کئی اور **قطع** لینے ضروری ہین اور پہر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا اور اس زمین کو درست کرکے اس مین روشین نکال مختلف قسم کے پودے جو **بہشتی مقبرہ** کے حسب حال ہون لگائے جائین گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اسکی حفاظت اور درستی کے لئے رکہا جاویگا۔

ان سب باتون کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈہاب حائل ہے اور برسات مین گذر محال ہوتا ہے مگر موت کے لئے تو کوئی وقت معلوم نہین کہ برسات مین ہو یا جاڑے مین اسلئے ابھی اسپر ایک **مضبوط پل** طیار کیا جاویگا۔ تا کہ کسی موسم اور حالت مین دقت واقع نہ ہو۔ ان ساری ضرورتون کو مدنظر رکہ کر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سر دست کم از کم **تین ہزار روپیہ** اس کام کے لئے جمع کرکے بہیجدین۔ **یہہ سب روپیہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام آنا چاہیئے**۔ اور کوپن پر لکہدیا جاوے۔ **بعد قبرستان** یہ رقم بہت بڑی رقم نہین الحکم کا ہر خریدار اس ضرورت پر غور کرے اور توجہ کرے تو کچھ بڑی بات نہین۔

اس معاملہ مین سستی اور توقف معصیت ہوگی۔

اور اس کے جلدتر طیار ہوجانے پر ایک عظیم الشان **نشان** کا نمونہ نظر آئیگا۔

حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ ہر شخص کو قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکہنا چاہیئے۔ اور یا کم از کم یہ آرزو ہو پس مبارک ہون گے وہ لوگ جو اس بہشتی مقبرہ مین دفن ہون گے اور جنپر خدا تعالیٰ کا **مسیح و مرسل** جنازہ پڑہیگا۔ اور وہ اپنی آمد و رفت مین انکے لئے دعا کرے گا +

آخر مین دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی مین اپنے مرسل اور اسکا آثار صحابہ کی مجاورت کا ہمین موقع دیا ہے خاتمہ بھی ہمین اسی **قبرستان** مین جگہ دیجیو۔ اور پہر حشر مین اسی پاک زمرہ مین **اٹھائیو**۔ آمین۔

کھلی چٹھی

مگر کیا یہ الہی قدرت نہیں کہ ضیائے الٰہی ان کو وہ کچھ دکھائے جو پہلے نہ دکھایا تھا اور عین بیداری میں انکے سامنے یہ پردہ ہٹا کر روحانیات کا علم دکھایا جائے اور پھر وہ دکھانا محض بطور سیر و تفریح نہ ہو بلکہ اسمین کئی پیشگوئیان ہون چنانچہ اس دکھانے مین یہ اشارہ تھا کہ یہ بیت المقدس اور یہود و نصاری کے معابد تمہارے اور تمہاری امت کے قبضے مین آئینگے - اب اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس (صلعم) باواز بلند پکار رہا ہے کہ اے نحن ابناء اللّٰہ و احباؤہ کے مدعیو دیکھو ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے مقامات پر مین اور میرے متبعین حکومت کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہین مقاصد کے لئے سبحٰن الذی فرمایا نیز سبحان اسلئے فرمایا **تنزیہ** کہ اسبات کی تنزیہ ہو کہ خدا تعالیٰ کوئی مکان یا جسم رکھتا ہے - اسپر آپ بولے کیا معراج خواب تھا مین نے کہا کون کہتا ہے کہ خواب تھا وہ تو عین بیداری کا معاملہ ہے ایسی بیداری کہ اس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب ہے اب سمجھے ؟ آپ نے کہا پھر اسری کیون فرمایا ہے - عرض کیا کیون ؟ کشف مین سیر نہین ہوتا جیسے کہ خواب مین آپ دیکھتے ہین - کہ آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا - نیز اسری اسی لئے فرمایا تا اشارہ ہو کہ یہ سب کشفی معاملہ ہے کیونکہ ان باتون کے [illegible] اثرات کا وقت مخصوص ہے ورنہ دن آرام [illegible] کے لئے بہتر تھا اور اسی لئے خدا نے معراج [illegible] فرمایا

لقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک اسپر شاہ عبد القادر [illegible] موضح القرآن مین دیکھئے [illegible] زدہ ہی ایک بزرگ کامل ہے [illegible] مراد [illegible] رہے ہین پھر آپ نے [illegible] شروع کی - اور ارأیت الذی ینہی عبدا اذا صلی پیش کیا مین نے کہا کہ جب آپ کشفی [illegible] مین مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر [illegible] تھے تو واقعی **روح مع جسمہ** تھا کون کہتا ہے کہ صرف روح تھا - نیز یہ کوئی ضروری نہین کہ ہر جگہ مراد **روح مع جسد** ہی ہو دیکھئے **قتل الانسان** سے یہ مراد نہین کہ روح بھی ساتھ ہی قتل ہو گئی - اور پھر فرمایا ثم اماتہ فاقبرہ اب کیا یہان انسان روح مع جسم فانی ہوتا ہے ؟ نسخے جواب مین آپ نے منتہا اور الٰی کو پیش کیا کہ یہ ابتدا و انتہا کے لئے ہی جو سیر قدمی کے لئے خاص ہین نے کہا سیر نظری کے لئے کون ابتداء انتہا نہین ہوتی - اسپر آپ سورۃ والنجم کیطرف مشغول ہوئے کہ وہان آیا ہے :- **ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی عند سدرۃ المنتہٰی** اور پھر **ماذاغ البصر وما طغٰی** - مین نے کہا اس رؤیت کے لئے سدرۃ المنتہٰی کے پاس اس جسم کے ساتھ پہنچنا کہان سے ثابت ہوتا ہے - نظر کشفی کے ساتھ یہین سے بیٹھے بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے - نیز اگر جبرئیل آپ کو معراج کی رات لینے آئے تھے بران لیکر تو اسی وقت اسے دیکھ لیا تھا خاص سدرۃ المنتہٰی کے قریب دیکھنے کی کیا خصوصیت ہے - اور ماذاغ البصر مہر کیا حجت ہو سکتا ہے مین بھی تو کہتا ہون کہ اسی آنکھ سے دیکھا اور کشف مین جو کچھ انسان دیکھتا ہے اس مین اس آنکھ کی مدد بھی ہوتی ہے بلکہ ظاہر مین یہی آنکھ دیکھتی معلوم ہوتی ہے اور ماذاغ کا لفظ روشنی ڈال رہا ہے اس بات پر کہ وہ کشفی دیکھنا تھا کیونکہ اسمین زیغ کا احتمال ہے کہ بعض کشوف غلط بھی ہوتے ہین سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی کریم صلعم کا کشفی نظارہ بالکل حق تھا - اور زیغ و طغیان سے برخلاف تھا - اور پھر اس سے پہلے **ماکذب الفؤاد مارای** سے ظاہر ہے کہ دیکھنے کا سرچشمہ دل تھا - اب فرمائیے ؟ اسپر آپ نے دیر ہو جانے اور جلدی واپسی کا عذر کیا - مین نے عرض کیا ذرا ٹھہرئیے ابھی رفعہ اللّٰہ الیہ کے معنے باقی ہین - یہ "ماقتلوہ **یقینا**" کے مقابل واقع ہوا ہے اور یہودی جو ان کے مقتول بالصلیب ہو جانے کے مدعی تھے اس سے مراد ان کی "ملعون" ثابت کرنے کی تھی اس لئے خدا نے فرمایا وہ تو ملعون نہین ہوئے بلکہ مرفوع ہوئے اور ملعون اسلئے نہین ہوئے کہ قتل بالصلیب واقع ہی نہین ہوا - آپ نے کہا صلیب پر مرنے سے لعنت کیونکر لازم آتی ہے - مین نے کہا توریت دیکھئے جہان لکھا ہے جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے آپ نے کہا مین نے وہ مقام دیکھا ہے وہان تو مجرم کا ذکر ہے اور آپ مجرم نہین تھے - مین نے کہا بیشک مگر یہود کے نزدیک تو مجرم ہی تھے اور اسی جرم کے اثبات کے لئے انہون نے صلیب پر چڑھایا تا کہ سب پر ظاہر ہو کہ (معاذ اللّٰہ) وہ ملعون تھا - اگر خدا کا نبی ہوتا تو کبھی **مقتول بالصلیب** ہوتا - سو خدا تعالیٰ نے فرمایا یقینا مقتول نہین ہوا ان جو اصل بات تھی وہ صرف یہ بات ہے "**وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لہم**" (اور یہودیون نے اس مسیح کو نہ قتل کیا کسی طرح سے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا) آپ نے کہا وما قتلوہ ہی سے **انا قتلنا** کا جواب ہو گیا - وما صلبوہ کیون فرمایا مین نے کہا یہ اسلئے کہ یہ خاص سبب قتل تھا جسپر ان کے ملعون بنانے کا دار و مدار تھا اس لئے پہلے عام نفی کی اور پھر خاص کی خصوصیت سے نفی بطور تاکید کی تا کہ اچھی طرح اس پر اصلیت کھل جائے اور نیز اصل واقعہ بھی معلوم ہو جائے کہ **صورت صلیب** پیش آئی تھی چنانچہ جب وما صلبوہ سے صلیب پر چڑھایا جانے کی نفی کا وہم بھی ہوتا تھا اس کا استدراک **ولٰکن شبہ لہم** سے فرمایا - کہ وہ مسیح ان کے لئے مشبہ بمقتول بالصلیب بنایا گیا - آپ نے کہا اس کے تو یہ معنے ہین کہ وہ **مقتول مزعوم** یہود مسیح کے مشابہ بنایا گیا ہے - مین نے عرض کیا اس کا تو پچھلی آیات مین ذکر ہی نہین پس اسکو مرجع کیونکر بناتے ہو آپ نے کہا **اعدلوا ہو اقرب للتقوی** مین ھو ضمیر راجع طرف عدل کی - ایسا ہی **انا قتلنا** سے مقتول مزعوم سمجھا جاتا ہے مین نے کہا اس حساب سے تو قتل کیطرف ضمیر پھرے گی نہ کہ مقتول کیطرف نیز **مسیح ابن مریم رسول اللّٰہ** جب اظہر اور مذکور ہے ہم اسے چھوڑ کر کیون ایک ایسے کو مرجع بنائین جو مقدر ہے بہر حال ترجیح تو اسی مذکور کو چاہئے پھر آپ نے کہا مشبہ بہ کس کو بناتے ہو مین نے کہا مطلق **مقتول بالصلیب** کو اور یہ بھی کہہ سکتے ہین - کہ جیسے یہود مقتول سمجھ رہے تھے بحالیکہ وہ در اصل غشی خوردہ تھا آپ نے کہا مشبہ مشبہ بہ ایک ہو گیا - مین نے کہا تغایر اعتباری ہے **لولا الاعتبارات** ... **لبطلت الحکمۃ** - اسکے بعد آپ نے کہا پھر خدا تعالیٰ وقولہم انا قتلنا نہ کہتا بلکہ وصلبہم المسیح فرماتا - مین نے کہا ایذا تو ہر نبی کو دیگئی پس اس کے لئے یہود ملعون نہین ہوئے بلکہ وہ ملعون تو اسلئے ہوئے کہ انہون نے ایک مرفوع الی اللہ کو خواہ مخواہ بلا ثبوت ملعون کہا - نیز صلبہم کے معنے صلیب پر چڑھانے کے نہین بلکہ صلیب پر مارنے کے ہین ورنہ لازم آئیگا - کہ اللّٰہ و رسول سے محاربہ کرنے والے مفسدون کو صرف صلیب پر چڑھا کر اتار لیا جائے اور حکم اتنے سے ہی ادا ہو جائے کیونکہ فرمایا ان یقتلوا او یصلبوا (قتل کئے جائین یا صلیب پر چڑھائے جائین نہ کہ صلیب پر چڑھا کر مارے بھی جائین -

پھر آپ نے سوال کیا کہ صلیب سے بچکر کس رستہ سے کہان گئے - اور ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے جواب مین عرض ہے کہ خود قرآن مجید مین ہے و اوینہما الی ربوۃ ذات قرار و معین - (کہ ہم نے مسیح اور اوسکی مان کو ایک ربوہ پر مصیبت کے بعد پہنچایا ہے جو چشمے والا ہے اور ان کے لئے موجب قرار ہے) یعنی وہان گئے ایک سخت مصیبت کے بعد اور پھر وہان قرار پایا آپ فرمائے وہ کونسا مقام ہے - مفسرین کا اختلاف بتا رہا ہے کہ انہین اسکے متعلق کوئی یقین نہین اور نہ ہی کوئی ایسی چشمون والی اونچی جگہ بتا سکتے ہین جہان آپ نے ہمیشہ کے لئے قرار پکڑا ہو - اور پھر وہان سے موت تک بلکہ موت کے بعد بھی نہ نکلے ہون - یقیناً وہ کشمیر ہے - جہان کے باشندون کی عادات **رسم و رواج** لباس سب یہودیون سے ملتا ہے اور مقامون کے نام بھی وہی ہین جیسے لد - اخ - گلگت (گلگوتھا) کوہ سلیمان - وغیرہ ذالک - باقی رہا کہ کس راہ سے سو اسکی کیا ضرورت ہے - مگر مختصراً سنئیے کہ افغانستان - تبت سے ہوتے ہوئے پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے - روضۃ الصفا مین لکھا ہے در زمان عیسے بادشاہے بود در ولایت نصیبین بغایت متکبر و جبار حضرت نبی بدعوت او مامور شدہ متوجہ - مین گشت اور انجیل مین کئی بار فرمایا کہ مین بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے لئے بھیجا گیا ہون اور یہ کہ میری اور بھی بھیڑین ہین جو اس بھیڑ خانہ مین نہین - ضرور ہے کہ مین انہین بھی ملون جس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور ان نبی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقون مین جانا اپنا فرض خیال کرتے تھے - جو بخت نصر وغیرہ کے وقت ہجرت کر آئے تھے - اور پھر "مسیح" نام بھی آپ کا صرف اس لئے پڑا - کہ آپ زمین پر بہت سیر کرتے رہے اور سیر سے یہ خطاب حاصل کرنے کیلئے بہت سی عمر اور بہت لمبا عرصہ چاہئے - دیکھو عمدۃ القاری مسیح لانہ یمسح الارض - اور انجیل مین ہے نبی بے عزت نہین مگر اپنے وطن مین - اور حدیث شریف مین ہے اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف فتوذی (یعنی یہان سے کہین اور چلا جا تا کہ تجھے نہ پہچانین نہ ایذا دیا جائے) (رواہ ابن عساکر) اور آپ کی والدہ مکرمہ صدیقہ بھی بعد مین آ گئی اور کچھ حواری بھی آ گئے - خود کشمیر مین اس قبر کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہین - جس سے یقیناً اس کا نبی اسرائیل سے نبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو کوئی کہلایا نہین جسکے پاس کتاب ہی ہو اور اکمال الدین ایک پرانی کتاب مین ہے کہ ایک کتاب تھی بُشری اور انجیل کے بھی یہی معنے ہین - یعنی بشارت) اس کے بعد آپ نے رستہ مین مجھ سے حضرت اقدس کے صادق ہونے کی دلیل پوچھی - مین نے کہا یہی آیت کافی ہے **ولو تقول علینا بعض الاقاویل**

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ (اگر ہم پر افترا کرتا تو پوری قوت سے پکڑ کر رگ جان کاٹ ڈالتے) آپ بولے یہ تو نبی کریم علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔ مین نے کہا مین کب کہتا ہون کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوئی۔ سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے یہ بات صدق کا ثبوت ہوسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہ ہو۔ اسی لئے تو وانہ لتذکرۃ للمتقین فرمایا۔ یعنی یہ نشان متقیون کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے صدق وکذب کو پرکھ سکتے ہین آپ نے کہا حضرت محمد صلعم تو نبی صادق تھے پس خدا فرماتا ہے کہ نبی صادق اگر کچھ ہم پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب) تو نبی کاذب ہے۔ مین نے کہا یا سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جھوٹ بولے۔ وہ صادق ہی کیا ہوا جو جھوٹ بولے نیز جب صادق کو ایک جھوٹ خدا پر بولنے سے سزائے موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے جو اول سے آخر تک خدا تعالے پر جھوٹ افترا باندھ رہا ہے۔ اسپر آپنے کہا کئی جھوٹے نبی زندہ رہے مین نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہین پیدا کرسکتے کہ کوئی مدعی وحی ونبوت جھوٹا ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا ہو۔ اگر کوئی ایسا گذرا تو اس کا نام لیجئے۔ آپ لگے فرعون وغیرہ کا ذکر کرنے مینے کہا خدائی کا دعوے الگ شئے ہے۔ اسکی سزا جہنم ہے یہ اسلئے کہ خدائی کا دعوے۔ ایک انسان محتاج سے خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلان بادشاہ ہونے کا بازارون مین دعویٰ کرتا پھرے تو سب اسے پاگل ٹھرائینگے اور نہ حکومت سے مواخذہ ہوگا لیکن اگر کہے کہ مین فرستادہ شاہ ہون اور وہ اس دعوے مین جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار کیا جائیگا۔

اسپر آپنے کہا کہ ماھو بقول شاعر اور تنزیل من رب العلمین سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب کا دعوے تو الہام کا ہے۔ مین نے کہا وہ تو صاف کہرہے ہین کہ ہمین وحی ہوتی ہے اور خدا تعالے مجھ سے ایسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسے انبیاء سلف حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسےٰ ع۔ حضرت داؤد ع۔ علیہم السلام سے ہوا۔ آپنے تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبرئیل آتا ہے مین نے کہا اگر آنے سے آپکا یہ منشاء ہے کہ آسمان سے چلکر جبرئیل پاس آبیٹھے تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ نزول ملائکہ کے معنے نہین۔ خدا تعالے فرماتا ہے بزبان ملائکہ وما منا الا له مقام معلوم یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام وقرار مقرر ہے لیس وہ وہان سے ہلتا ہٹتا نہین۔ اور وہ وہین سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہین جیسا کہ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ اور اگر فرشتہ ہر کام کے لئے نیچے اوپر جانے لگے تو ایک ہی وقت مین کئی کامون کا کرنا دشوار ہوجائیگا مثلاً ملک الموت اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسی وقت مین کئی ہزار اشخاص کی جان لیلے۔ پس حضرت جبرئیل تو ایک واسطہ ہے خدا کا کلام نازل ہونے کا جو سننے کے لئے وہی کام دیتا ہے جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے آپ اسپر بول اٹھے کہ پھر خدا وسیلے کا محتاج ہوا مین نے کہا حضرت! اول یہ تو اعتراض آپ پر ہی ہوسکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالے کلام بذریعہ جبرئیل نازل ہونے کے قائل مین دوم اس وسیلہ کی ضرورت نبی کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالے کا قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھون سے دیکھ نہین سکتا جبتک روشنی سورج کی یا سورج کی مثل نہ ہو۔ پھر آپ نے پوچھا کہ جبرئیل جو آتے رہے وہ کیا تھا۔ مین نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے ہمکلام ہوا اور وہان صاف آیا۔ فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ غرض کام تو وہی خود کرتے ہین صرف بشر اپنی استعداد وعقید کے مطابق ان کی ایک شکل دیکھ لیتا ہے مفصل توضیح مرام مین دیکھئے۔ اسپر آپنے کہا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے مین نے کہا درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیان جو تحدی سے ان الہامون کی بنا پر کی جاتی ہین وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت مین آپ نے کہا سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین مین نے کہا ایک کا نام لو آپ نے مواھب الرحمٰن کا ذکر کیا کہ وہان لڑکے کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی۔ مین نے کہا وہان تو لکھا ہے فی حین من الاحیان کوئی خاص وقت مقرر نہین آپ پچھلی باتون کو نہ مانین تو حال کی پیشگوئیان کیا تھوڑی ہین کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھون سے نہین دیکھا۔ کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام ونشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے لگائے جارہے ہین پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے جس کی نسبت وحی الٰہی نے مدت پہلے خبر دی۔

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

اور عفت الدیار محلھا ومقامھا اور زلزلہ کا دھکا۔ وغیرہ۔ جس سے پچیس ہزار کے قریب انسان ہلاک ہوئے۔ اسکے ساتھ ہی ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پڑھ لیجئے۔ یہ عذاب ہے ثبوت ہین اسبات کے کہ رسول آچکا ہے۔

پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رکھی ہے اس کا انتظار کیجئے۔ پھر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ہمین دی اسی نے بہت پہلے "کفن مین لپیٹا گیا" اور "سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون" سے دی۔ کون ہے جو اسطرح قطعی طور سے خبر دے۔ کیا فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول بھول گئے کہ خدا مرسلان حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا اگر کہو کہ نجومی بھی بخوبی پیشگوئی کرتے ہین۔ تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہوتے کے آپ پر بھی ہے کہ اگلے انبیاء کس طرح پہچانے گئے۔

اسپر الوداعی سلام ہوا۔ مین نے اب ان باتون کو لکھ کر پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تاکہ وہ مکرر غور کرین اور ان کے پاس اس کا کچھ جواب ہے تو وہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر لکھین تاکہ لوگون پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو۔

ہان ایک بات رہ گئی۔ آپ نے کہا تھا قطع سے مراد فصاحت کم ہونا ہی ہے مین نے کہا چلو یہ ہی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی کتاب کی مثل پیش کیجئے۔ آپ نے کہا مین چاہون تو لکھ سکتا ہون مین نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا کہنے والے تو بہتیرے ہین لکھ کر دکھائیے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیۃ۔

راقم
محمد ظہور الدین اکمل احمدی گجراتی گولیکی ضلع گجرات۔ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء۔

آریہ مہاشے غور سے پڑھین

خاکسار نے عرصہ تک آریہ سماج مین رہنے کے بعد اس دھرم مین ساری پول ہی پول دیکھکر اسے ترک کردیا اور ایک رسالہ ترک ویدک دھرم عرف ۴۳ صفحون کا فی الحال شائع کرلیا ہے جس مین دس اعتراضات ستیارتھ پرکاش کی تحریرات پر کرکے تمام آریون کو چیلنج کردیا ہے کہ اس کی تردید اگر کوئی صاحب کرسکتے ہون تو لکھ کے مجھے مطلع کرین اور اسبارے مین مجھ سے کسی قسم کی گفتگو بذریعہ تحریر اردو ہندی خواہ انگریزی مین بھی کرسکتے مین مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کرسکتے اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتار پر آگئے ہین اور جہان ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اخبار ستیا دھرم پرچارک مین چند شریر آریون نے کوئی جعلی تحریر بنا کر مجھے دھرم نیلام کرنے والا مشہور کیا وہان آریہ گزٹ کے چند پرچہ جات مین سنا گیا ہے کہ خوب خوب صلواتین سنارہے ہین لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران جو کہ یہ ڈنکا بجاتے ہین کہ ہم ہر وقت ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کو تیاگ کرنے کے لئے مستعد رہا کرتے ہین۔ اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیون دھیان نہین دیتے مین پھر کہتا ہون کہ اے آریہ بھائیو! گالی گفتار چھوڑ کر اگر آپ معقول پسند مین تو شائستگی کے ساتھ مجھے ان اعتراضات کا جواب دیجئے جو مین نے رسالہ ہذا مین درج کئے ہین۔ اور اس طرح کتاب۔ **آریہ سماج کی پول** جو ۶۰۰ صفحون کی ضخیم کتاب جو ابھی شائع ہورہی ہے اوس مین پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیون کو تسلیم کیجئے تاکہ ستیہ کو گرہن (سچائی کو قبول اور استیہ کو تیاگ (غلطیون کو ترک) کرنے کے اصول پر آپ کا سچ مچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم ہوجاوے۔

پبلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج پیدائشی مسلمانون اور عیسائیون کو شدہ کرنے کی فکر مین حیران وپریشان رہتے ہین وہ اب دیکھنا ہے کہ اپنے ایک سابق ایڈیٹنگ کے معقول اعتراضات کو کہانتک مہذبانہ طور سے رد کرسکتا ہے۔

ناظرین! ان مسلمانون عیسائیون کو آریہ سماج مین داخل کرلینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہونیکے باعث یہ جانتے ہی نہین کہ آیا سوامی دیانند سرستی مہاراج کی باتین کہانتک خود انہین کے تسلیم کردہ مستند کتابون سے ٹکر کھاتی ہین۔ لیکن آریہ سماج کے لئے معقول پسندی کو کام لیتے ہوئے یہ امر مشکل ہے کہ وہ کسی سنسکرت دان معترض کو لاجواب کرسکین اور اب ان کے پاس میرے بارہ مین جو آریہ سماج کا نیک نیت۔ وفادار اور سنسکرت ماسٹر۔ معزز اخبار آریاورت کا اسسٹنٹ اڈیٹر اور اوپدیشک رہا ہے۔ سوا اسکے اور کوئی علاج موجود نہین ہے کہ وہ عوام مین یہ مشہور کرنے کرین کہ وہ دھرم نیلام کرنیوالا اور روٹیون کا محتاج ہے وغیرہ وغیرہ۔ اے آریہ مہاشے گن! ان باتون سے کیا فائدہ ہے۔ اب اعتراضات کو دیکھئے یہ رسالہ ترک ویدک دھرم اگرچہ ارزنیمت کا جلیکن ممبران آریہ

مراسلت

ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اخبار مجریہ ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء مین اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا ہے جس مین حافظ شیرازیؒ کے ساتھہ انکی ملاقات ہوئی - اور حافظ صاحب موصوف نے انہین فرمایا "کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھہ سے بدظن ہین - اُن الفاظ سے میری کچھہ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہین" غرض حافظ صاحب نے انہین یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرنا چاہئے - ایسے کشوف کے امکان سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا - کیونکہ نعمت کشف و الہام امت محمدیہ مین حسب مدارج اتقا متوارث چلی آئی ہے اور چلی جائیگی - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصہ مین بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا ملامتِ خلق اللہ کے ڈر سے بعض ایسے فقرات درج کر دئیے ہین - جن سے انکار دعوئے سخن حضرت مسیح موعودؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے - اور کہ میرزا صاحب انکی خیال مین ایک دام تزویر پھیلانے والے دوکاندار ہین - اور کہ انہون نے کشف و الہام کو بدنام کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ "

ایسے ہزلیات کا جواب سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کیا دیا جاوے -

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے مین بزرگ موصوف کو یہہ بتلانا چاہتا ہون - کہ جس چیز کے متعلق انہون نے بڑے فخر سے بیان کیا ہے - کہ ایک عرصۂ دراز کے بعد انہین نصیب ہوئی ہے - اُس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزار ہا خدام خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکت صحبت سے شب و روز مستفیض ہو رہے ہین - اور یہ بات صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر کیگئی ہے - والحمد للہ علی ذالک -

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے معمولی مسلمان اپنے کشف و الہام (صرف اپنی شہادت سے) لوگون کو منوانا چاہتے ہین جو ممکنات سے ہے اور جس پر از روے اسلام حسن ظن چاہئے - تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہو کر تائید اسلام کے لئے آیا ہے - اور جس کے اعلےٰ درجہ کے تقوے و طہارت مین اسکے منصف مزاج مخالفین کو بھی کلام نہین - اتنا حق بھی نہین رکھتا کہ اپنا کشف یا الہام بہ نیت حقانیت اسلام کے ثبوت مین پیش کر سکے - خصوصاً جب اسکے ساتھہ ہزار ہا آسمانی تائیدین اور یقینی شواہد موجود ہون - اور کیا اس کے ہزارون متقی خادمون کو (جنکو علاوہ دیگر ثبوتون کے خود رسول اللہ صلعم یا دیگر انبیاء صالحینؑ کی زبان مبارک سے عالم کشف و رویا مین اُسکے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو) اتنا بھی حق حاصل نہین کہ وہ اُسے صادق سمجھہ کر اوس کی طاعت کرین -

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت مین "دکاندار وغیرہ" کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - کیا وہ کسی کشف و الہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے - اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اوس القا کے قطعاً مخالف ہے - جسکو وہ اخبار چودھوین صدی ماہ نومبر ۱۸۹۷ء مین اوس خط کے ضمن مین شائع کرا چکے ہین - جو کہ انہون نے نہایت الحاح اور تذلل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھکر اپنی خطا کی معافی چاہی تہی - اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تہا - غرض الہام ربانی کے مقابلہ مین ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دوکاندار وغیرہ بھی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہئے - کہ دو متضاد الہام ایک خدا کیطرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہین -

مین حیران ہون کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل سے ایک ایسے عاشق رسول اللہ کو جو اسلام کا غیور حامی ہے - دکاندار ٹہراتے ہین - کیا وہ از روے ایمان بتا سکتے ہین مرزا صاحب نے اسلام کا فلان حکم منسوخ کر دیا ہے - البتہ جن باتون پر شور و غوغا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتین ہین - اول دعوے وفات ابن مریم - دوسرا اون کا اپنا دعویٰ مثیل مسیح و مہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امور مین متقدمین مین سے بھی کوئی ان کا ہم خیال ہے یا نہین - سو واضح ہو کہ وفات مسیح مین کئی پہلے اکابر بھی ان کے ساتھہ متفق ہین - مثلاً امام مالکؒ - امام ابن حزمؒ - وغیرہم - باقی رہا ان کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت - سو بعض بزرگان سابق کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت بدرجہا بڑہکر ہین - مثلاً انا الحق - انا احمد - انا موسےٰ - انا ابراہیم - وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھیں بلکہ مولوی محمد اسمعیل شہیدؒ (جنکا ذکر خیر آپنے بھی اپنے مکاشفہ مین کیا ہے) یہانتک فرماتے ہین

کہ اگر از کسے آوازۂ انا الحق بشنوی - زنہار بہ انکار پیش نہ آئی - اور یہی مولانا موصوف نے اپنے مرشد حضرت سید احمدؒ بریلوی کی تعریف اس شعر مین کی ہے - ؎

سید احمد با ہمہ اصحاب خود در روز رسید
با صحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلینؐ

کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اخبار وطن ۱۷ - نومبر ۱۹۰۵ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا - جس مین انہون نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حد تک انصاف سے کام لیا ہے - جس کے بعض فقرات یا ان کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

(۱) امت محمدیہ خیر الامم ہے - انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد مین جمع ہو سکتے ہین - چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی مین مقام ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے پس اگر مرزا صاحب قادیانی مین نسبت عیسےٰ یا کرشن کا ظہور ہو گیا تو کیا تعجب ہے - اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف و الہام کا ہونا بھی عجیب نہین

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے افعال اور ان کے مریدون کے اوضاع و اطوار کو دیکھنا چاہئے - بظاہر ان کی صورتین نیک اور متقی مسلمانون کی سی ہین نمازون کے پابند ہین اور ان نمازین بھی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہین ہوتا ان کے مریدون مین انگریزی خوان بھی ہین - مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے - بجائے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانون مین اس قسم کی بہت تہوڑی مثالین ہین -

(۳) سب سے اہم مجہکو اس گروہ مین اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے - مسلمانون کے صولی دشمنون کو سمجہنا اور ان کے حملون کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے - (دیکھو وطن ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ مین حضرت مرزا صاحب اور انکی امثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے - چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اسطرح لکھتے ہین - "تا کہ میرے بہائی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی مین مبتلا ہون - اس سے بچ جائین" اور سب سے بڑہکر قرآن شریف کی آیۃ اجتنبوا کثیرا من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن مین اہل اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے - ان باتون کا کافی جواب ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

قدرت اللہ احمدی

از لاہور

چند استفسارات

توفی کوئی شخص ثابت نہین کر سکتا کہ جب سے دنیا مین زبان عربی کا وجود ہے عربی مین خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفی باب تفعل سے سوائے قبض روح کے قبض جسم کے معنی مین بھی کبھی استعمال ہوا ہو - نہ قرآن شریف مین نہ احادیث مین نہ دواوین جاہلیت مین کہین اس کے خلاف مثال نہین مل سکتی - یہ دعویٰ اگر غلط ہے تو ثابت کرو؟

بھرنا اکثر اردو کے ترجمون مین جہان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لفظ توفی یا اس کے مشتقات آئے ہین تو اوس کے معنے بھر نائے گئے ہین - تعجب ہے کہ بہرنا کیا چیز ہے آیا گھڑے مین پانی بھرنا یا کنوے سے پانی بھرنا یا کیچڑ مین کپڑے بھرنا یا فٹبال مین ہوا بہرنا یا پیٹ بھرنا یا بندوق بھرنا یا نقشہ مین رنگ بھرنا یا نظر بھر کے دیکھنا یا یکلخت غصہ مین بھرنا یا کیا ؟ -

دو زرد چادرین مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اٹہائے گئے تہے اوس وقت تو وہ دو زرد چادرین لے نہین گئے تہے - اب جو آسمان سے زرد چادرین لیکر آئین گے تو وہ یہان کے جولاہون یا کسی کارخانہ کی بنی ہوئی تو ہونگی نہین - اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی - یقیناً ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہتوت کے درختون مین ریشم کے کیڑے پرورش کر کے حاصل کیا گیا ہوگا - خیر کچھہ ہی ہو - مگر وہ جنتی یا آسمانی چادرین پرانی ہو کر پھٹ بھی جائینگی یا ہمیشہ نئی ہی رہینگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن آسمانی چادرون کا کیا ہوگا ؟

طاعون ہندوستان کے اس مرض طاعون کی نسبت تمام اہل اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے پیرووٗن کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الٰہی ہے جو ہندوٗن کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے - وبائے طاعون سے کسقدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہو رہی ہے اسکا اندازہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۵ اپریل ۱۹۰۵ء تک صرف ساڑہے تین مہینے مین پونے چھہ لاکھہ سے بھی زیادہ انسان ہندوستان مین مرے اور خدا تعالےٰ کلام پاک مین فرماتا ہے وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا - اب بتاؤ کہ اس مرض طاعون (جو باعث ہلاکت اور بستیان ویران کرنیوالا ہے) بہیجنے سے پہلے ہندوستان مین خدا تعالےٰ نے سوائے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے کس رسول کو بہیجا ہے؟

آمدنی ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

۱۰- نومبر

جماعت شملہ معرفت الٰہی بخش صاحب مدرس ۱۴/۱ر
بابو عبد الرحمن صاحب دفتر پرنسپل میڈیکل شملہ ۔ مساکین للعہ
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب ۔ مساکین ۔
حافظ غلام رسول صاحب تاجر وزیر آباد سے

۱۱- نومبر

جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی لعہ ۸ر
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ماسٹر عبد الرؤف صاحب بھیرہ حال قادیان ۶ر
نامعلوم الاسم ۴ر

۱۴- نومبر

جماعت سمبڑیال معرفت سراج الدین
جعفر صاحب منڈلہ ممالک متوسط عہ
جماعت لالہ موسیٰ معرفت مہر دین صاحب خانساماں للعہ
رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور عہ
جماعت وزیر آباد معرفت نیاز احمد سوداگر چرم عہ مساکین ۵ر للعہ
جماعت نوری والہ ص
سید جلال صاحب بربرہ افریقہ سے

۱۵- نومبر ۱۹۰۵ء

اللہ دتا صاحب نمبردار میانوالی خوانگی تحصیل رعیہ للعہ
عزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ
الدین صاحب ۴ر
لاہور سے

۱۶- نومبر ۱۹۰۵ء

پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور ۴ر
صاحب ملازم پورٹ ملک ہاؤس مدراس ۴ر
سٹیشن سیکنڈ کلرک میگزین ار

۱۸- نومبر

[illegible] نالیوار
[illegible] شملہ
[illegible] ہسپتال [illegible]
حافظ [illegible] صاحب [illegible] للعہ
عبد الرؤف صاحب قادیان مساکین ار
مولوی غلام حسن صاحب [illegible]
پشاور مساکین عہ

۱۹- نومبر

[illegible] صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان عہ
۴ر

۲۰- نومبر

[illegible] عہ
[illegible] تیامی سے

۲۲- نومبر

جماعت بمبئی از طرف زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی ص
جماعت ڈیرہ غازیخان معرفت مولوی عزیز بخش صاحب

۲۳- نومبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ ص
سید اسد اللہ صاحب گوجرانوالہ ۔
مفتی گلزار محمد صاحب ۲ر

۲۴- نومبر

محمد عثمان صاحب اگرہ آباد عہ
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور عہ
مرزا اکبر بیگ صاحب کلر [illegible] ضلع میانوالی عہ
ڈاکٹر محمد علی صاحب ایسٹ افریقہ ملے
" " " " للعہ

۲۵- نومبر

بابو فقیر علی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر چھٹ پٹ عہ

۲۶- نومبر

سید محمد شاہ صاحب لین دفعدار رسالہ ۱۰ نوشہرہ ۴ر
سید حسین شاہ صاحب ۴ر

۲۷- نومبر

شیخ خدا بخش صاحب منصف مردان للعہ
محمد یوسف صاحب اپیل نویس عہ
بابو روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر عہ
بابو ہدایت اللہ خانصاحب ۹ر
میر احمد صاحب ۸ر
مہردل خان صاحب اپیل نویس عہ
مرزا رمضان بیگ صاحب ۸ر
محمود خانصاحب عہ
محمد حسین صاحب پنجابی مدراس للعہ

۲۷- نومبر

ملک میر محمد صاحب عرضی نویس صوابی پشاور مساکین تیامی
میاں گلاب دین صاحب رہتاس ۴ر مساکین ۴ر تیامی ار

۲۸- نومبر

چندہ عید الفطر جماعت قادیان عید فنڈ عید الفطر
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور صدقہ
چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک میگزین عید فنڈ عہ
جماعت سیکھواں معرفت جمال الدین عید فنڈ صدقہ ار

۲۹- نومبر

جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عید فنڈ فطر
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عید فنڈ
جماعت بمبئی معرفت زین الدین صاحب
ماسٹر [illegible] بخش صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول [illegible] لنگر تیامی
جماعت [illegible] معرفت زین الدین عید فنڈ فطرانہ
[illegible] ملازم نواب صاحب [illegible] عید فطرانہ
[illegible] شیخ اسمٰعیل صاحب سراوی تیامی ۱۱ر
چوہدری علی بخش صاحب [illegible] منڈی [illegible] عہ
عبد الصمد خان نمبردار چک [illegible] عہ

گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۴ر
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب اپیل نویس ۴ر
مولوی اکبر علی صاحب داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ ۸ر
عبد الرحمن صاحب احمدی راولپنڈی ۴ر
عبد العزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت شملہ للعہ ۵ر
شیخ نور احمد صاحب چنیوٹ عہ ۲ر
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور ۱۲ر
الٰہی بخش و رحیم بخش کتب فروش گجرات سے
طلباء مدرسہ و اساتذہ مدرسہ ۔
عنایت اللہ صاحب چہہ سندھواں ۴ر
مستورات بنگہ عہ ۲ر
چوہدری فتح محمد صاحب سٹوڈنٹ ایف۔ اے کلاس لاہور عہ
جماعت احمدیہ کریام ص
فضل احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب چنگا بنگیال عہ
نور الدین صاحب نانک نگوی برہما ۴ر
پسران الدین صاحب " " ۸ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری " " ار
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب " " ار
عبد الحکیم صاحب " " ار
نواب خان صاحب ۸ر
بابو غلام حیدر کلرک ڈاکخانہ مری عہ
سراج الدین احمدی سمبڑیال ار ۹پ
سجاول خانصاحب جگراؤں عہ
سکندر علی صاحب عہ
اللہ دتا نمبردار میانوالی رعیہ ۱۴ر
عبد اللہ خان بہلول پور عہ
مولوی صالح محمد صاحب " ۸ر
منشی قاسم علی صاحب " ۸ر
جماعت ڈیرہ غازیخان صاحب معرفت مولوی عزیز بخش صاحب ۹ر
غلام محمد صاحب امرتسری حال قادیان ۴ر
میاں گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۲ر
[illegible] صاحب طالبعلم ایف۔ اے کلاس لاہور عہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۴ر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ کا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے۔ حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں

جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے۔ اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو اون کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کیجائے گی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

احمدی سپورٹس یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم۔ آپ کے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بھی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا۔ مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو حاضر کرکے باواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزاں اور بہر عمدہ مال کہیں سے نہیں ملیگا۔ صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے۔ ایڈریس۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش ہو۔

مختصر فہرست اشیاء حسب ذیل ہیں جو درخواست پر مل سکتی ہیں

کرکٹ بیٹ		فٹ بال ۵ء مکمل	سے
لین ہینڈل دو درجہ ۹	عہ	" "	للعہ
کاک " ایک ربڑ	ملے	" "	۔
صرف ایک ربڑ	معہ	آنکھیں چمڑہ والی	للعہ
درجہ دوم	سے	ڈورے والی	۔
" سوم	للعہ	" مادہ اوّل	عہ
اکٹھے پکٹس	۔	" درجہ دوم فلینہ	عہ
دوم درجہ	۔	مین سفید لکڑی	عہ
سوم "	عہ	" پیلا "	عہ
بال درجہ اول فی درجن	عہ	بیڈمنٹن سفید "	عہ
دوم "	لعہ	" پیلے "	۔
ہرڈلس	معہ	سٹل کارک	۔
ٹینس گارڈ چمڑہ	۔	دوم درجہ	۔
" نیٹ	للعہ	والی بال فی درجن	للعہ